© rasailojaraid.com

علامہ لطیف انور مرحوم

ادائے زیست ترے قرب کا عطیہ ہے

فضا میں تیرے تکلم کی باس ہے ابتک
صبا کو تیرے تبسم کا پاس ہے ابتک

تری نگاہ نے جس کو جلال بخشا تھا
زبانِ دل پہ وہی التماس ہے ابتک

کتاب دل میں زمانے کے ہاتھ سے محفوظ
ترے خلوص کا کچھ اقتباس ہے ابتک

سکوت تیری صدا کا پکارتا جائے
کہ آدمی کے مقدر میں یاس ہے ابتک

نہ تیرے بعد کوئی محرم وفا گزرا!
رہِ حیات کی ہر شئے اداس ہے ابتک

متاعِ عام نہیں عشق کی توانائی
بہت ضعیف ہے جہاں کی اساس ہے ابتک

کبھی تو سینۂ ہستی کو چاک کر دے گی
وہ اک فغاں کہ رہین قیاس ہے ابتک

زمیں پہ پھول ہیں شاخوں پہ جابجا کانٹے
میرے چمن کی ہوا بدحواس ہے ابتک

وہ خوئے قتل کہ پروردۂ سیاست ہے
جہانِ نخوتِ آدم کو راس ہے ابتک

اُتر فلک سے کسی دن ضرور برسے گی
زمیں کو خونِ من و تو کی پیاس ہے ابتک

وفا برہنگیٔ آرزو سے کم تو نہیں
کہ دیدۂ زیب ریا کا لباس ہے ابتک

ہزار رحمت جلوہ ہے جسکی محرومی
وہ اک طلسم دل غم شناس ہے ابتک

ادائے زیست تیرے قرب کا عطیہ ہے
مرا شعور سراپا سپاس ہے ابتک

❋ ❋ ❋

محترم ملک عبدالغفور انوری (رحمتہ اللہ علیہ) نے بیان کیا کہ شاہ جی کے آخری برسوں کی بات ہے ایک روز میں شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حسب معمول پرسش احوال کی۔ مجھے فرمانے لگے..... اک بات کہیں تم سے؟..... خفا تو نہیں ہو گے؟ میں نے کہا نہیں، شاہ جی ہر گز نہیں! آپ ضرور فرمائیں۔ شاہ جی نے پھر یہی فرمایا کہ "اک بات کہیں تم سے؟ خفا تو نہیں ہوں گے؟" میں اس پر واقعی پریشان ہو گیا۔ اور زیادہ لجاجت سے عرض کہ شاہ جی! آپ بلا تردد ارشاد فرمائیں۔ آخر سے مجھ کیا خطا سرزد ہو گئی ہے؟ شاہ جی مسکرائے اور پھر سہ بارہ، یہی بات دہرائی۔۔۔۔ اک بات کہیں تم سے خفا تو نہیں ہو گے؟ اب میری کیفیت عجیب ہو رہی تھی۔ لیکن شاہ جی نے فوراً ہی فرمایا۔۔۔۔ پہلو میں ہمارا دلِ مضطر نہیں ملتا! اب میں سمجھا کہ اوہو، شاہ جی تو شعر پڑھ رہے تھے۔ اور میری حالت سے لطف لے رہے تھے۔ شاہ جی کا شعر پڑھنا اور شعر کی معنویت اور مناسبت کو اس حسن و خوبی سے ظاہر کرنا۔ یہ سب دل پر نقش ہو گیا۔ ہمیشہ کے لئے۔

اک بات کہیں تم سے خفا تو نہیں ہو گے؟
پہلو میں ہمارا دلِ مضطر نہیں ملتا۔

(یہ شعر آغا شاعر لکھنوی کا ہے۔ ذوالکفل)

© rasailojaraid.com